محمد جہانگیر جلال الدین سلفی

عہد نبوت میں حدیث رسول کی تعلیم و ترویج

اللہ تعالیٰ نے عرب قوم کو متحد کر دیا جبکہ وہ متعدد قبائل' مختلف مذاہب اور ان گنت گروہوں میں بٹی ہوئی تھی' لیکن اسلام کی آمد نے ان کے کلموں اور صفوں کو درست کر دیا اور ان کے بیچ وحدت و یگانگت پیدا کر دی اور وہ ایک جسم و جاں کی مانند ہوگئی کہ اگر ان میں سے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچی تو سارے اعضاء پریشان و حیران ہو جاتے' پھر امت مسلمہ مغرب و مشرق میں اسلام کی نشر و اشاعت کرتی رہی اور اپنے پیغام و پیام کو دنیا کے چپے چپے میں پھیلاتی رہی' نہ اس کے منہج و منہل میں اختلاف تھا اور نہ وہ کتاب و سنت کے چشمہ صافی سے دور تھی۔

پھر حالات نے کروٹ لی اور لوگ زمانہ وحی سے دور ہوئے اور پہلی جماعت اور ان سے فیض حاصل کرنے والے لوگ گزر گئے تو بیان حق اور فروع کو اصول سے منطبق کرنے کے لیے اجتہاد کا ظہور ہوا اور اس کی گود سے اختلاف رائے نے جنم لیا۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود کشادہ ظرفی اور فراخ دلی تھی اور ان کا مقصد حق تک رسائی حاصل کرنا تھا۔

اس کے بعد ائمہ اربعہ کا دور آیا۔ لیکن ان کے یہاں مذہب و مسلک کی پابندی نہیں تھی۔ ان کا ہر ایک دوسرے سے مستفید ہوتا اور ایک دوسرے کے علم میں سے فیضیاب ہوتا۔ لیکن ان کے عہد کے ختم ہوتے ہی یہ روح کمزور ہوگئی اور لوگ اپنے امام کے اقوال و افعال کے پیچھے پڑ گئے اور ان کی تائید و توثیق میں کتب و مجلّات میں لکھنے لگے۔ اس تعصب مذہبی نے ایسا رنگ دکھایا کہ لوگ حتیٰ کہ طلبہ اپنے امام کے مخالف باتوں و مسئلوں کو سنتے ہی انکار کر دیتے اور مناقشہ و مناظرہ علمیہ میں شدت و تعصب سے کام لیتے۔

اختلاف رائے فطری امر ہے

فروعی مسائل میں اختلافات تقاضا بشریت ہے اور علوم و فنون' عقل و شعور اور فکر و خیال میں اختلاف و تفاوت اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کی متقاضی ہے۔ جیسا کہ اس نے رنگ و نسل' زبان اور دین و مذہب میں لوگوں کے درمیان تفاوت و فرق

رکھا ہے۔لہٰذا یہ تفریق تعدد آراء وافکار اور احکام و مسائل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح اختلاف زبان ورنگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔اسی طرح اختلاف عقل وشعور اور اس کے ثمرات ونتائج بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کی طاقت وقدرت کی دلیل ہے کیونکہ اگر سارے لوگ یکساں ہوتے تو کائنات کی تعمیر وترقی حاصل نہیں ہوتی۔اس لیے اس کا رفع دفع ممکن نہیں ہے اور نہ یہ امت اسلامیہ کے لیے خطرہ ونقصان دہ ہے اور آراء وافکار میں اختلاف ہوتے ہوئے اتحاد واتفاق ممکن ہے۔کیونکہ خطرہ وزیاں مخالفت میں ہے نہ کہ اختلاف میں۔

چنانچہ ائمہ دین کوئی بات ایسی نہیں کہتے تھے جو احادیث کے مخالف ہو' بلکہ وہ علماء کسی کی مخالفت بھی نہیں کرتے تھے اور اپنی رائے کو دوسرے کی موافقت میں مخالفت کی رعایت کرتے ہوئے ترک کردیتے تھے۔ان کے درمیان جو اختلاف نظر آتا ہے' اس کا مقصد صرف اور صرف حق تک پہنچنا اور مقاصد شرع کو پالینا تھا۔ وہ اختلاف اس لیے نہیں کرتے تھے کہ مخالفت کریں اور دوسرے کی رائے کو غلط ثابت کریں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''شریعت کے اغراض و مقاصد مجتہدین کے قبلہ تھے۔ان میں سے کسی ایک کی طرف جس نے بھی قصد کیا' اس نے حق کو پالیا۔ اس لیے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو بخشش وعطیات میں برابری کرتے تھے اور کسی فضل وسبقت کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ دنیا متاع حیات ہے اور اس کا فضل ان کی اجرتوں میں ہے۔ چنانچہ آپ جب خلیفہ ہوئے تو تفاوت منزلت کا اعتبار کرکے بخشش وعطیات عنایت کرتے۔'' (حقیقۃ القولین)

فروع واجتہاد میں اختلاف عہد صحابہ وتابعین میں بھی تھا اور اب تک ہے لیکن اس کے باوجود یہ اسلامی وحدت ویگانگت اور اتحاد ویکجہتی کی راہ میں مانع وحائل نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف مختلف فیہ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ہمدرد وغمخوار اور متفق ومتحد تھے۔

اختلاف اور خلاف میں فرق

اختلاف اور خلاف (مخالفت) دونوں کا مادہ ایک ہے اور دونوں لفظ ''خلف'' سے مشتق ہے اور بسا اوقات دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہیں' لیکن قرآن میں وارد ان دونوں کلموں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''خلاف'' حالت نافرمانی اور حکم عدولی کے وقت بولا جاتا ہے' جیسا کہ

قرآن میں آیا ہے:

﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره﴾ (سورۃ نور:۶۳)

''جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں' انھیں ڈرتے رہنا چاہیے۔''

اس آیت میں یختلفون نہیں کہا گیا اور ''اختلاف'' مغایرت فہم وتفاوت فکر کے معنی میں آتا ہے۔قرآن میں ہے:

﴿وما أنزلنا عليك الكتاب إلا لتبين لهم الذين اختلفوا فيه﴾ (سورۃ نحل:۶۴)

''اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔''

ابوالبقاء کفوی کہتے ہیں کہ ''اختلاف وہ ہے جس میں طریقے مختلف ہوں اور مقصد ایک ہو اور خلاف وہ ہے جس میں دونوں مختلف ہوں' نیز اختلاف وہ ہے جو دلیل کا سہارا لے کر اور خلاف یا مخالفت وہ ہے جو دلیل کا سہارا نہ لے۔ اختلاف آثار رحمت میں سے ہے اور خلاف آثار بدعت میں سے ہے۔'' (کلیات جلد:۱' صفحہ:۷۹)

پس خلاف ومخالفت وہ ہے جو جھگڑا کا متحمل ہو اور اختلاف وہ ہے جو مغایرت لفظی کا متحمل ہو نہ کہ حقیقی کا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اختلافی امور میں کہتے ہیں ''اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔''

اختلاف اُمت رحمت ہے

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''جان لو! اس امت مرحومہ کا اختلاف مذہب بڑی نعمت اور عظیم فضل وکرم ہے اور اس کے خفیف راز کو علماء جانتے ہیں اور وہ جہلاء سے مخفی پوشیدہ ہے۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ اپنے مسلک کو دوسرے پر فوقیت دیتے ہیں اور مفضول کی تنقیص بیان کرتے ہیں۔ بسا اوقات سفہاء کے مابین جھگڑے تک کی بھی نوبت آ جاتی ہے۔ حالانکہ فروعات میں اختلاف صحابہ و تابعین کے دور میں بھی تھا لیکن نہ ان میں سے کسی نے دوسرے سے جھگڑا مول لیا اور نہ دشمنی کی اور نہ کسی نے کسی کو خطاوار قصوروار گردانا۔

آگے لکھتے ہیں وہ سب جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے' حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''اس امت کا اختلاف اللہ کی طرف سے اس کے لیے رحمت ہے۔'' سے مستنبط ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی:۱/۱۳) (یہ حدیث موضوع ہے' سلسلہ للالبانی:۵۷۰ مترجم)

معلوم یہ ہوا کہ اختلاف اس امت کے امتیاز وخصوصیت میں سے ہے اور اس دین کی وسیع ظرفی میں سے ہے' بایں طور کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء ایک شریعت دے کر ایک اُمت کے لیے

بھیجے جاتے تھے اوران کے زمانے میں بہت سارے فروعات میں اختیار نہیں ہوتا جو ہماری شریعت میں مشروع کردیا ہے۔'' (جزیل المواہب:۲۱)

قاسم بن محمد کا قول ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف عمل کے ذریعہ نفع پہنچایا۔ اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کے عمل پر عمل کرنے والا عمل نہیں کرے گا مگر وہ اپنے کو وسعت میں پائے گا۔'' (جامع بیان العلم و فضلہ:۲/۸۰)

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے ''مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف نہ کریں۔ اس لیے کہ اگر ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی وحرج میں پڑ جاتے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کا قول لے گا تو وہ سنت ہو گی۔'' (مرجع سابق)

اسی طرح حدیث میں آیا ہے ''میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں' ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے' ہدایت پاؤ گے۔'' (بیہقی' یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ دیکھیے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ:۵۸ مترجم)

اجتہاد اس امت کے لیے اعجاز ہے

اجتہاد کو امم ماضیہ میں اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا اور نہ ہی وہ انسانی معاشرہ وسماج کے لیے اجتماعی تغیرات اور زمانی و مکانی خصوصیات کے علاج کا طریقہ تھا۔ اس لیے کہ وحی الٰہی وقفہ وقفہ سے آتی رہی' بلکہ ہر قوم کے لیے ان کے اطوار وطریقے اور شریعت نیز ان کی زندگی میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کو بیان کرنے کے لیے ان کے زمانہ میں آسمانی پیغامات آتے رہے اور اجتہاد کے لیے کوئی دروازہ نہیں چھوڑا جاتا۔ اس میں حکمت شاید یہ تھی کہ انسانیت عہد طفولیت سے گزر رہی تھی۔ عقل انسانی پختہ نہیں ہوئی تھی اور آخری عالمگیر پیغام قبول کرنے اور اجتہاد کی ذمہ داری لینے کی اہل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جب عقل وشعور ترقی کے مراحل طے کر کے پختگی اور سن شعور کو پہنچ گئی تو حکمت الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کو روک دینے کی متقاضی ہوئی تا کہ اسلامی شریعت آخری شریعت قرار پائے اور عقل بشری کو اجتہاد کی ذمہ داری سپرد کردی جائے جو ان کے لیے رشد وہدایت کی علامات ونشانات واضح کرے اور عدل وانصاف اور اصلاح کے قواعد مقرر کرے۔

صاحب المنار ﴿ولو شاء الله لجعلكم أمة واحدة﴾ (سورۃ مائدہ:۴۸) کی تفسیر کے سیاق میں رقمطراز ہیں کہ ''اسلامی شریعت انسانی آزادی (جو سن رشد اور پختگی کے لائق ہے) کے اساس پر مبنی ہے۔ اسی لیے اس کے اندر دنیاوی مسائل کم ہیں اور

اس میں اجتہاد ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔" (تفسیر المنار: ۴/ ۲۴۸)

عقل انسانی کو اجتہاد کا اس کی شرائط کے مطابق مکلّف بنانے میں عموماً اس امت کا اعجاز خصوصاً اس کے علماء کی تکریم و نوازش ہے' بایں طور کہ مجتہد یا مفتی درحقیقت تین وجھوں سے نبی کا نائب ہوتا ہے۔

۱۔ وہ نبی کی شریعت کا وارث ہے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "علماء انبیاء کے وارثین ہیں اور انبیاء دینار و درہم وراثت میں نہیں چھوڑتے ہیں' بلکہ وہ علم وراثت میں چھوڑتے ہیں۔" (ابوداؤد)

۲۔ لوگوں تک احکام پہنچاتے اور انھیں بشارت دینے اور ڈرانے میں نائب ہے۔ ارشادِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "خبردار حاضر غائب کو پہنچادے۔" (بخاری)

۳۔ منقولات احکام کو مستنبط کرنے میں' شاطبی نے اس وجہ سے اسے شارع گردانا ہے اور اس کی اتباع کو واجب گردانا ہے' جس کے لیے کہ وہ نبی کا نائب ہے۔ حدیث میں آیا ہے "جس نے قرآن پڑھا' گویا نبوت اس کے دونوں پہلو میں چلی آتی ہے۔" (حاکم بیہقی)

اجتہاد کا اختلاف شریعت میں تضاد نہیں

اس میں شک نہیں کہ شریعت میں کوئی تضاد و تناقص اور اختلاف نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے "اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت اختلاف پاتے۔" (سورۃ النساء: ۸۲)

اختلاف اجتہاد بھی شریعت میں تضاد نہیں ہے۔ جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے اور اس گمان کی وجہ دراصل شریعت اور فقہ میں تمیز نہ کر پانا ہے۔ اس لیے یہاں دونوں میں تفریق ضروری ہے۔

شریعت اعتقادی و عملی احکام کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں' جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور وحی نازل کیا ہے اور وہ کتاب و سنت کے مقدس نصوص سے عبارت ہے اور فقہ عملی و شرعی احکام کے اس مجموعہ کا نام ہے جو کسی واضح نص سے ثابت ہو یا عام اصول و قواعد سے مستنبط ہو اور یہ فطری امر ہے کہ مجتہدین کے استنباط تفاوت فہم و شعور کی وجہ سے مختلف ہوں گے اور اختلاف کا مرجع فہم ہے نہ کہ نصوص۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد
میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں